بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہمیشہ ہمیشہ تجھ پر نازل ہو۔ اے محمود! تو اپنے ربّ سے عجب مقام پر پہنچے گا۔

جلد ۳۸ | بدھ ۱۹ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ۱۴ نبوت ۱۳۶۳ ہش ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ نبوت / نومبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج قیام فرما ہیں۔ ڈاکٹرز نے مختلف ٹسٹ لئے ہیں۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو شفائے کامل عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین

● برادرم مکرم چوہدری احمد علی صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء شام کے وقت بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے اس وقت سول ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔ اسی طرح برادرم مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب دارالعلوم غربی شوگر اور بلڈ پریشر کی تکلیف زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے سول ہسپتال فیصل آباد میں ہی داخل ہیں کل انہیں آکسیجن لگائی گئی تھی۔ احباب جماعت سے جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(اللہ بخش صادق ناظم ارشاد وقف جدید۔ ربوہ)

میرے خاوند مکرم مبارک احمد نجیب صاحب مربی سلسلہ ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء سے ایک ایکسیڈنٹ میں دائیں ٹانگ کے فریکچر کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ موصوف پہلے چار ماہ میو ہسپتال لاہور میں داخل رہے پھر چار ماہ گھر پر رہے مگر مکمل آرام نہیں آیا۔ اس لیے اب مورخہ ۱۹ ۱۱/۸۴ سے فضل عمر ہسپتال ربوہ سرجیکل وارڈ میں بغرض علاج داخل ہیں۔ عاجزہ تہہ دل سے احباب جماعت کی ممنون ہے کہ حادثہ کے روز سے ہی موصوف کے لیے دعاگو ہیں۔ اور احباب جماعت کی مخلصانہ دعاؤں کے طفیل ہی ان کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ اب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دردمند دلوں سے پھر درخواستِ دعا کی التجا کرتی ہوں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(عابدہ نسیم اہلیہ مبارک احمد نجیب مربی سلسلہ۔ معرفت حکیم مرزا خورشید احمد مرحوم تحصیل مونٹگمری ضلع شیخوپورہ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اے ایمان! تیرے ثمرات کیا ہی شیریں اور پھول خوشبودار ہیں

اٹھو! ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک ورقوں کو جلاؤ

بھائیو! یقیناً سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے

"بھائیو! یقیناً سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے اور ایمان امورِ مخفیہ سے وابستہ ہے۔ اگر حقائق اشیاء مستور نہ ہوتی تو ایمان نہ ہوتا اور اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ ایمان ہی ہے جو رضائے الٰہی کا وسیلہ اور مراتبِ قرب کا زینہ اور گناہوں کا زنگ دھونے کیلئے ایک چشمہ ہے اور ہمیں جو خدا تعالیٰ کی طرف حاجت ہے اس کا ثبوت ایمان ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ کیونکہ ہم اپنی نجات کے لئے اور ہر ایک دکھ سے راحت پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں اور وہ نجات صرف ایمان سے ہی ملتی ہے۔ جب ہم ایمان کی قوت سے ایک مشکل کا حل ہو جانا غیر ممکن نہیں دیکھتے تو وہ مشکل ہمارے لئے حل کی جاتی ہے ہم ایمان ہی کی قوت سے خلافِ قیاس اور بعید از عقل مقاصد کو بھی پا لیتے ہیں۔ ایمان ہی کی قوت سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتی ہیں۔ اور انہونی باتیں ہو جاتی ہیں۔ پس ایمان ہی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ خدا فلسفیوں سے پوشیدہ رہا اور حکیموں کو اس کا کچھ پتہ نہ لگا مگر ایمان ایک عاجز دلق پوش کو خدا تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اور اس سے باتیں کرا دیتا ہے (عبد) اور محبوبِ حقیقی میں دلالہ ہے۔ یہ قوت ایک مسکین ذلیل خوار، مردودِ خلائق کو قصرِ مقدس تک جو عرش اللہ ہے پہنچا دیتی ہے اور تمام پردوں کو اٹھاتی اٹھاتی دلآرامِ ازلی کا چہرہ دکھا دیتی ہے۔ سو اٹھو! ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بیسود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی۔ ایمان کا ایک ذرہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔ اور ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان دنیا کے عذابوں اور لعنتوں سے بھی چھڑا دیتا ہے اور روح کے تحلیل کرنے والے غموں سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں۔ وہ چیز ایمان ہی ہے جس سے (انسان) سخت گھبراہٹ اور قلق اور کرب اور غموں کے طوفان کے وقت اور اس وقت کہ جب ناکامی کے چاروں طرف سے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسباب عادیہ کے تمام دروازے مقفل اور مسدود نظر آتے ہیں مطمئن اور خوش ہوتا ہے۔ ایمانِ کامل سے سارے استبعاد جاتے رہتے ہیں اور ایمان کو کوئی چیز ایسا نقصان نہیں پہنچاتی جیسا کہ استبعاد اور کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان۔ دنیا میں ہر ایک ماتم زدہ ہے مگر ایمان دار دنیا میں ہر ایک سوزش اور حرقت اور جلن میں گرفتار ہے مگر (کامل ایمان دار)۔ اے ایمان! کیا ہی تیرے ثمرات شیریں ہیں۔ کیا ہی تیرے پھول خوشبودار ہیں۔ سبحان اللہ! کیا عجیب تجھ میں برکتیں ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

خدا پر کامل ایمان چاہیئے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جب تک انسان اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اس کے وعدوں پر سچا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل اصلاح اور تقویٰ اختیار نہیں کر لیتا۔ تو اس وقت تک حقیقی راحت دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو یتولی الصالحین یعنی جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کا متولی ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۵۲)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۹ر صفر ۱۴۰۵ھ

۱۴ر نبوت ۱۳۶۳ ہش

حق کی قوت و شوکت کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ

خدا تعالیٰ نے جہاں لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اپنے مامور بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا، وہاں یہ بھی چاہا کہ جو لوگ اس کی نازل کردہ ہدایت کو قبول کرنا نہیں چاہتے وہ نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہ کریں بلکہ اگر وہ اس کی مخالفت کرنا چاہیں تو مخالفت کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اسی لئے کوئی مامور بھی ایسا نہیں آیا جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو اور مخالفت کے جوش میں اس کے اور اس کے متبعین کے خلاف ظلم کا بازار گرم نہ کیا گیا ہو۔ مخالفت ہوئی اور بڑی شدومد کے ساتھ ہوئی اور اس بناء پر ہر مامور من اللہ اور اس کے متبعین کو انتہائی صبر آزما حالات میں سے گزرنا اور انسانیت سوز مظالم کا تختۂ مشق بننا پڑا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بلا استثناء ہر مامور من اللہ کی اتنی شدید مخالفت کیوں ہوئی اور بلا استثناء سب مامورین الٰہی کو ایک انتہائی صبر آزما حالات میں سے کیوں گزرنا پڑا؟ بلا استثناء سب مامورین الٰہی کو ایک جیسے صبر آزما حالات پیش آنے سے صاف ظاہر ہے کہ مامورین الٰہی کو ایسے حالات کا پیش آنا خدائی منصوبہ کا یہ جزو لاینفک ہے۔ خدا نے خود یہی چاہا ہے کہ حق کی مخالفت ہو اور ہو بھی بڑی شدومد کے ساتھ حتیٰ کہ مخالفین حق حق کو مٹانے کی غرض سے ناخنوں تک کا زور لگانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اہل حق کو وہ جتنی بھی اذیت دے سکتے ہیں اس کے دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق کے کامل غلبہ کے لئے اس کی انتہائی شدید مخالفت کا ہونا ازبس ضروری ہے اور یہ کہ مخالفت کے انتہائی عروج کو پہنچے بغیر حق کا غلبہ اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ غلبہ ظاہری مخالفت کے چمکنے اور زور پکڑنے کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ نے اپنے مبعوث کردہ ماموروں کے مخالفین کو کھلی ڈھیل دے کر انہیں یہ موقعہ نہ دیتا کہ وہ اہل حق کو مبتلائے محن کریں۔ مخالفین حق کو ڈھیل کا ملنا ہی اس بات پر دال ہے کہ حق کے پھیلنے اور غالب آنے کے لئے ضروری ہے کہ قدم قدم پر اس کی مخالفت ہو اور ہو بھی شدومد کے ساتھ۔

دراصل بات یہ ہے کہ جس طرح نور کی شناخت اور قدر کے لئے ظلمت کا وجود ضروری ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ حق کے بالمقابل باطل کا بھی وجود ہو اور وہ حق کے مقابل پر اپنا پورا زور دکھائے اور اپنے پورے وسائل بروئے کار لا کر حق کو مٹانے کی بھرپور کوشش کرے تاکہ جب اس کی سب کوششیں اکارت جائیں اور ان کا خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہ ہو تو حق کا حسن از خود اجاگر ہو کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ اور وہ دیوانہ وار اس کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ اس کی مثالیں خود قانون قدرت میں بھی موجود ہیں اسی لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حق کی شدید مخالفت میں پوشیدہ حکمت کو ایک قانون قدرت کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"حق اپنے زور اور قوت سے چلتا ہے اور اس کے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق کے پرتو سے چلتا ہے کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تاکہ تمیز ہو ..... جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے۔ اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے ..... فتح کے لئے اول لڑائی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر لڑائی نہ ہو تو فتح کا وجود کہاں سے آئے؟ پس اسی طرح اگر حق کی مخالفت نہ ہو تو اس کی صداقت کس طرح کھلے"؟

(الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء)

جب ہم مامورین الٰہی کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس اصل کی اہمیت اجاگر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کے مخالف مخالفت کے جوش میں اُقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ کا نعرہ نہ لگاتے اور آپ کو آگ میں نہ پھینکتے تو دنیا آگ کے گلزار ہونے کا نظارہ کیسے دیکھتی اور حق کی طرف کیسے کھنچی چلی آتی۔ اسی طرح اگر فرعون بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کی انتہا نہ کرتا اور ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ کہہ کر حضرت موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرتا اور انہیں ذلیل کرنے کی نیت سے بڑے بڑے دانشوروں کو ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نہ بلاتا تو وہ دانشور خود حق سے مسحور ہو کر فرعون کی موجودگی میں قبول حق کا برملا اعلان نہ کرتے اور اس کی طرف سے صلیب دیئے جانے اور ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی دھمکی کو پائے حقارت سے ٹھکرانے کی جرأت نہ کرتے۔ علیٰ ہذا اگر قریش مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے خلاف ظلم و ستم کا بازار گرم نہ کرتے اور پے در پے جنگوں کے ذریعہ حق کے مٹانے کی کوشش نہ کرتے تو ذلت آمیز شکستوں سے ان کا غرور خاک میں نہ ملتا اور فتح مکہ کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے اعلان کے ذریعہ دشمنوں کے ساتھ عفو و درگزر کا عدیم النظیر نمونہ منصۂ شہود پر اور دشمنوں کے دلوں پر فتح پانے اور چشم زدن میں انہیں حق کا والہ و شیدا بنانے کا عظیم الشان معجزہ ظہور میں نہ آتا۔

الغرض یہ ایک بدیہی حقیقت ہے اور انبیاء کرامؑ کے حالات اس پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں کہ حق کی مخالفت ضرور کی جاتی ہے اور حق کی وسیع پیمانہ پر اشاعت اور بالآخر اس کے کامل غلبہ کے لئے مخالفت کا ہونا ازبس ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ مخالفین حق کو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ مخالفت کی آگ کو بھڑکائیں اور جتنا بھی ان کے لئے ممکن ہے اس میں شدت پیدا کریں تاکہ تمام وسائل کے موجود ہونے اور حالات کے بظاہر سازگار ہونے کے باوجود ان کی ناکامی اور حق کی معجزانہ فتح کے ذریعہ حق کی باطنی طاقت اور شوکت اسی شدت سے چمکے اور اپنا اثر دکھائے۔ جس شدت سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی ہے مخالفت زور پکڑتی ہے۔ تبھی حق کی تائید میں معجزات کا ظہور عمل میں آتا ہے اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کے آثار ظاہر ہوتے اور قلوب انسانی میں حق کی طرف زبردست حرکت پیدا کرتے ہیں۔

اسی لئے یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مخالفت ہمیشہ صادقوں کی ہی ہوتی ہے جھوٹے مدعیوں کی طرف دنیا التفات ہی نہیں کرتی اور طبائع میں ان کے خلاف وہ جوش پیدا ہی نہیں ہوتا جو سچوں کے خلاف پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی موت آپ مر جاتے ہیں جبکہ سچوں کے خلاف مخالفت کا طوفان بڑی شدومد کے ساتھ اٹھتا ہے اور بالآخر سچوں کی صداقت کو آشکار کرنے کا موجب بنتا ہے۔

ہمارے سر پہ وہ سایہ گھٹاؤں جیسا ہے

"رکے تو چاند چلے تو ہوا دل جیسا ہے
وہ شخص دھوپ میں دیکھو تو چھاؤں جیسا ہے"

چلو کہ ربوہ ہے ذاتِ قرار و ذاتِ معین
گمان اس پہ بہشتی فضاؤں جیسا ہے

ہر ایک گام پہ ہے اُسکی راہبری کامل
ہمارے سر پہ وہ سایہ گھٹاؤں جیسا ہے

اُسی سے سیکھے ہیں انداز زندگی ہم نے
وگرنہ سارا زمانہ خداؤں جیسا ہے۔

کچھ ایسے بھی ہیں رؤف و رحیم کے چاکر
خلوص دیکھو تو ماں کی دعاؤں جیسا ہے

وہ جس کی شفقت پدری ہے بے مثال عابد
سلوک اس کا میرے ساتھ ماؤں جیسا ہے

شیخ مبارک احمد ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعثتِ نبوی کا ایک مقصد

حقیقی پرامن معاشرہ کا قیام

(مکرم سراج الحق قریشی صاحب - ربوہ)

قسط نمبر ۲ آخری

قرآن کریم - کامل شریعت ھُدًی لِّلنَّاسِ

تمام کتب شریعہ اور تمام صحائف انبیاء جو خدا تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں، مختلف اقوام اور مختلف علاقوں میں بسنے والے انسانوں کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کے لیے نازل کیے وہ تمام کتب اور صحائف محدود الزمان اور مختص بالاقوام تھے ان میں سے کوئی شریعت بھی ہمہ گیر تعلیم کی حامل نہ تھی - حتیٰ کہ تورات بھی محض قوم بنی اسرائیل کی فلاح و نجات اور رشد و ہدایت کے لیے نازل کی گئی -

حقیقی معاشرہ کی تشکیل کے لیے ضروری تھا کہ ایک ایسی تعلیم اور دستور حیات کو نازل کیا جائے جو تمام دنیا کی اصلاح اور فلاح کے سامان مہیا کرے - مختلف انبیاء کی کی ہوئی تربیت اور مختلف شریعتوں کے ذریعہ اصلاح کے نتیجہ میں اب فطرتِ انسانی اس شریعت کی متحمل ہو چکی تھی جو قرآن کریم کی صورت میں نازل ہونا مقدر تھی - چنانچہ اب فطرت انسانی اس تعلیم کی متلاشی تھی جو ہر انسان کے لیے زندگی کے ہر موڑ پر اس کی راہنمائی کر سکے - نزول قرآن سے قبل بلاشبہ مذہبی کتب موجود تھیں - مگر تورات، زبور، انجیل، وید اور ژند و ایستا میں سے کوئی کتاب بھی عالمگیر تعلیم کی حامل نہ تھی - اور نہ ان کتب میں تمام انسانوں کی فلاح اور رشد و ہدایت کا سامان موجود تھا - اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں ایک کامل کتاب اور ایک کامل شریعت اور ایک کامل ہدایت نامہ اور ایک کامل دستور حیات اس دعویٰ کے ساتھ دنیا کے تمام انسانوں کے سامنے پیش کیا کہ قرآن کریم تمام بنی نوع انسان کے لیے نازل کیا گیا ہے -

چنانچہ فرمایا:-

(۱) ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی (سورۃ البقرہ ۱۸۶)

قرآن جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے -

(۲) کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ - (سورۃ ابراھیم)

یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تجھ پر اس لیے اتارا ہے کہ تو تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائے -

قرآن کریم کی مخاطب کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی اور نہ کسی خاص علاقہ یا زمانہ کے لوگ اس کے مخاطب تھے - بلکہ قرآن کریم ساری دنیا کے انسانوں اور تمام اقوامِ عالم کے لیے ھُدًی لِّلنَّاسِ اور ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ بن کر آیا تھا - تعلیم قرآن کا مقصد خطۂ ارض پر موجود تمام انسانوں کو خواہ وہ کسی بھی علاقہ یا رنگ و نسل یا زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں توحید حقیقی پر مشتمل ایک معاشرہ کی صورت میں اکٹھا کرنا تھا - تاکہ انسان اجتماعی رنگ میں ایک ہو کر خدائے واحد و یگانہ کے حقیقی عبد بن کر دنیا میں توحید اور وحدت کو قائم کر سکیں -

مرکزِ توحید یعنی کعبۃ اللہ کی تعمیر کا مقصد

قبل از تاریخ اور تاریخی روایات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ دنیا کی اوّلین عبادتگاہ جو خطۂ ارض پر بنی ہے قدیم زمانہ میں تعمیر کی گئی وہ خانہ کعبہ ہے - خانہ کعبہ کو قرآن کریم میں اَلْبَیْتُ الْعَتِیْقُ اور اَوَّلَ بَیْتٍ کے الفاظ سے بھی بیان کیا گیا ہے - اور بیت اللہ کے قیام اور تعمیر کی غرض بھی کسی خاص قوم یا علاقہ کے ساتھ محدود نہیں کی گئی بلکہ اسے بھی تمام بنی نوع انسان کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ - (آل عمران: ۹۷)

ترجمہ: یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے وُضِعَ لِلنَّاسِ کے قرآنی الفاظ اس امر کی واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ خانہ کعبہ کا تعلق کسی خاص قوم یا علاقہ یا رنگ و نسل سے نہیں بلکہ تمام نوع انسان کے ساتھ ہے -

تحویل قبلہ میں یہی حقیقت مضمر تھی کہ اب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء تھا اس گھر کو مرکزِ توحید بنا کر نوع انسانی کو قرآن کریم کی تعلیم کے ذریعہ سے وحدت انسانی پر مشتمل حقیقی معاشرہ کی صورت میں اکٹھا کر دیا جائے تاکہ دنیا کے ہر خطہ، ہر قوم، ہر ملک اور ہر رنگ و نسل کے انسان خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور توحید کے قیام کیلئے یہاں اکٹھے ہو کر اللہ اکبر یعنی خدا کی توحید اور اس کی بڑائی کا مجموعی رنگ میں اعلان و اظہار کریں جس کے لیے حج کی عبادت شرط استطاعت کے ساتھ فرض قرار دی گئی ہے -

حقیقی معاشرہ کی اہم خصوصیات

خالص دینی اور حقیقی معاشرہ کا قیام توحید باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اس معاشرہ کی جو اہم خصوصیات قرآن کریم اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ملتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

۱- توحید الٰہی پر کامل ایمان

توحید الٰہی وہ بنیادی روح اور بنیادی اصل ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان کی تعلیم کا بنیادی اور مرکزی نقطہ تھا -

توحید و رسالت کی شہادت اور گواہی کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی تھی جو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم اور مظہر کامل تھی اور آپ نے نوع انسانی کے سامنے توحید کا حقیقی اور کامل تصور پیش کیا - اسی لیے آپ کی سنت کا اتباع اور آپ کی اطاعت لازمی قرار دی گئی -

تمام انسانوں کے ربّ الناس اور الٰہ الناس کے تصور توحید پر مشتمل نظریہ کی غرض ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جس کے تمام افراد وجود حقیقی کی عبادت، اس کے تمام تر احکام کی فرمانبرداری کی صورت میں کریں - توحید دین حق کی روح ہے - تمام عبادات میں ہمیں توحید اور وحدت کا حسین رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے - ارکان دین میں اور ارکان ایمان میں بھی توحید کا اقرار لازم ہے نماز جو دین کا ستون ہے خدائے واحد کی عبادت کے ساتھ ساتھ انسانی مساوات و اتحاد اور برابری اور یکجہتی کا عملی ثبوت بھی ہے -

نماز پنجگانہ - نماز جمعہ، نماز عیدین اور حج بیت اللہ کے موقع پر سینکڑوں - ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا ایک ساتھ، ایک ہی طرف خدائے واحد و یگانہ کے حکم کے مطابق رُخ کر کے کھڑے ہو جانا رکوع و سجود بجا لانا اور اٹھنا بیٹھنا یوں دکھائی دیتا ہے جیسے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ ایک ہی وجود مختلف ارکان بجا لا رہا ہے - کامل اتحاد اور عقیدہ و نظریہ کے عملی اظہار کی اتنی شاندار بہترین اور روح پرور مثال ہمیں کسی اور مذہب میں نہیں ملتی - قرآن کریم اس توحید کی طرف اقوام عالم کو ان الفاظ میں دعوت دیتا ہے -

"یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا"

(آل عمران: ۶۴)

قرآن کریم نے اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کو اور خصوصاً دنیا کے دو بڑے مذاہب کے ماننے والوں یعنی یہود و نصاریٰ کو توحید کے مشترک عقیدہ کی طرف دعوت دی ہے - کہ آؤ ہم توحید پر اکٹھے ہو جائیں - اور صرف خدائے واحد کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں

۲- پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم

اگرچہ قرآن کریم کے علاوہ تمام مذاہب کی تعلیمات مرور زمانہ اور تحریف و تبدیلی کے نتیجہ میں انتہائی بگڑ چکی ہیں اور جادۂ حق سے دور جا پڑی ہیں تاہم یہ حقیقت ہے کہ ابتداءً یہ مذاہب اور ان کے بانی انبیاء علیہم السلام سب کے سب خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے - اللہ تعالیٰ نے اقوام عالم کو وحدتِ انسانی کی طرف بلانے کے لیے تمام انبیاء پر ایمان لانا لازمی قرار دیا ہے - ارکان ایمان یعنی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ - میں ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل کو لازمی قرار دیا - قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ بنیادی تعلیم دی ہے کہ

(۱) وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (الرعد ۸)

(۲) اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ - (فاطر: ۲۴)

کہ ہر جتھے، ہر قوم اور ہر امت میں خدا تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی فرستادہ، نبی اور رسول ضرور گزرا ہے - اور ان تمام پر ایمان لانا اور ان کی عزت کرنا لازمی ہے اسی طرح قرآن کریم نے "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ" (البقرہ: ۲۸۶) کی تعلیم بھی دی ہے -

قرآن کریم ہی ہے جس نے عصمت انبیاء کو قائم کیا ہے اور مختلف انبیاء پر لگائے گئے انتہائی گھناؤنے الزامات کی تردید کر کے ان کی پاکیزگی ثابت کی ہے - قرآن کریم دوسرے مذاہب کے بارے میں یہ تعلیم دیتا ہے کہ

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ" (الانعام: ۱۰۸)

کہ مشرکین کے ساتھ بھی بدکلامی نہ کی جائے مبادا وہ سچے خدا کو عدم علم کی بناء پر برا بھلا کہنے لگیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ باہمی تعاون اور اتحاد

اللہ تعالیٰ نے ایسے امور میں جن کا تعلق نوع انسانی کی فلاح کے ساتھ ہے باہمی تعاون کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"

(المائدہ: ۳)

ترجمہ:۔ اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔

اہل ایمان میں کامل اتحاد کا ہونا انتہائی ضروری ہے اور اس سلسلہ میں قرآن کریم نے ایک بہترین تعلیم اور نصب العین

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا"

کی صورت میں دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان میں پائی جانے والی محبت و اخوت کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ .....

کہ تم اہل ایمان کو محبت و ملاطفت میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے۔

۴۔ عظمت انسانی اور شرف انسانی

کوئی انسان حقیر نہیں اور کوئی قوم قابل نفرت و حقارت نہیں۔ تمام انسان اللہ تعالیٰ کا اشرف مخلوق ہیں۔ اور تمام دیگر مخلوقات محض خادم انسان کی حیثیت سے پیدا کی گئی ہیں۔ یہ نظریہ اور یہ تعلیم صرف قرآن کریم نے پیش کی ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد قابل احترام اور صاحب عزت و تکریم ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ:۔

"لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ (الحجرات: ۱۲)

ترجمہ:۔ کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کریں۔ ممکن ہے وہ عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا کرو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرتؐ نے یہ تعلیم دی۔

اَلَا اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ ..... (حدیث)۔

"خبردار یقیناً تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا آج کا دن۔ تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر (یعنی مکہ)"

دین حق ہی وہ منفرد دین ہے جو تمام انسانوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ تاکہ انسان کی عظمت اور اس کا شرف باقی رہ سکے۔

۵۔ مساوات انسانی اور اخوت انسانی

تمام انسان حقوق انسانی کے لحاظ سے برابر اور مساویانہ حقوق اور حسن سلوک کے حامل ہیں قرآن نے رب الناس۔ رب العالمین اور اِلٰہ الناس کا تصور پیش کر کے یہ امر واضح فرما دیا ہے کہ اللہ کی ذات ہی ہے جس نے خلق الانسان۔ انسان کو پیدا کیا ہے اور وہی سب انسانوں کا رب اور سب کا معبود ہے اور تمام انسان اس کی مخلوق ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

(الحجرات: ۱۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"

گویا تقویٰ کی فضیلت کے علاوہ جس کا تعلق روحانی مدارج کے ساتھ ہے دنیاوی اور بنیادی حقوق میں سب انسان برابر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ کسی عربی کو کسی عجمی یعنی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں اسی طرح کسی غیر عرب کو کسی عرب پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ ہی کسی سرخ اور سفید رنگ کے انسان کو کسی سیاہ رنگ کے انسان پر کوئی فضیلت ہے

پھر آپؐ فرماتے ہیں

اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ۔ كُلُّكُمْ لِاٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

(حدیث)

کہ یقیناً تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی (روحانی طور پر) ایک ہے۔ اور تم آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

گویا قرآن و حدیث نے خالق واحد کا نظریہ پیش کر کے مساوات انسانی کی بنیاد رکھ دی ہے اور کُلُّكُمْ لِاٰدَمَ فرما کر اخوت انسانی کی بنیاد رکھ دی ہے۔ تمام انسانوں کا خالق اور رب جسے تورات نے بھی آسمانی باپ قرار دیا ہے ایک ہی ہے اور ابن آدم قرار دے کر تمام انسانوں کو برابر اور بھائی بھائی قرار دے کر مساویانہ حقوق کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا"

(صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد مت کرو اور قیمت بڑھانے کے لیے آپس میں بولی نہ دو۔ اور ایک دوسرے سے بغض مت رکھو اور ایک دوسرے کے خلاف تدبیریں مت کرو اور ایک دوسرے کے سودے پر سودا مت کرو اور اللہ کے بندو آپس میں بھائی بن کر رہو۔"

۶۔ حسن سلوک اور خدمت خلق

حقیقی معاشرہ کی ایک اہم خصوصیت مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا" (البقرہ ۸۴)

ترجمہ:۔ اور تم لوگوں سے اچھی بات کہو"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ"

(صحیح بخاری کتاب الادب)

ترجمہ:۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ بات کہے تو اچھی کہے ورنہ خاموش رہے۔"

تمام انسانوں سے حسن سلوک کی تعلیم احسن ترین تعلیمات میں سے ہے۔ غیبت۔ تجسس۔ تعصب۔ بغض۔ حسد۔ اور کینہ سے انسانوں کو روک دیا گیا ہے اور ان کی بجائے پیار، ایثار، محبت، شفقت رحمت اور خدمت جیسے اخلاق حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ انسانی عظمت کا راز انسانی خدمت میں ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

(حدیث نبویؐ)

کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

"ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد"

انسانوں کی ہمدردی، محبت اور پیار کے حصول اور خطہ ارض پر حسین ترین معاشرہ کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا جائے اور ان کی خدمت کی جائے جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

۷۔ عدل و انصاف

عدل و انصاف قرآن کی اہم ترین تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم ہے۔ عدل کا مضمون انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ خواہ اس کا تعلق معاشرت کے ساتھ ہو یا معیشت کے ساتھ۔ سیاست کے ساتھ ہو یا باہمی معاملات کے ساتھ۔ اپنوں کے ساتھ ہو یا غیروں کے ساتھ عدل کا تعلق انسان کی اپنی ذات کے ساتھ بھی ہے اور دوسروں کے ساتھ بھی۔ بیوی کے ساتھ بھی ہے اور بچوں کے ساتھ بھی۔ بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ بھی ہے اور ماں باپ کے ساتھ بھی۔ دنیا کا کوئی نظام عدل کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ کائنات کے نظام کی روح بھی عدل پر ہی قائم ہے۔

عدل و انصاف کا تعلق حقوق انسانی کی ادائیگی کے ساتھ ہے اور حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو عدل کا حکم دیا ہے۔ فرماتا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ"

(النحل: ۹۱)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے

اسی طرح فرمایا:۔

"وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ"

(النساء: ۵۸)

ترجمہ:۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

سورۃ النساء میں فرماتا ہے۔

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء ع ۲۰)

ترجمہ:۔ تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔"

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا۔ اور دنیا میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ عدل و انصاف کی صحیح اور حقیقی تعلیم کو اپنایا نہیں جاتا قرآن تو دشمن کے ساتھ بھی انصاف کی تعلیم دیتا ہے چنانچہ فرمایا۔

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ

(باقی ص ۵ کالم ۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کی ایک آیت اور دو صداقتیں

مرسلہ
کیپٹن شیخ نثار احمد صاحب
۔ لاہور ۔

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۔ (المجادلہ ۲۲)
یعنی اللہ تعالیٰ نے لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آتے رہیں گے ۔

اس آیت میں بنیادی طور پر دو باتوں کا ذکر ہے ۔

اوّل :۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہی وہ قادرِ مطلق اور وحدہ لاشریک خدا ہوں جو ہر بات پر ہمیشہ غالب رہوں گا ۔

دوم :۔ جب میں غالب ہوں تو میرے رسول بھی باوجود ہزارہا مخالفتوں کے ہمیشہ غالب رہیں گے ۔

یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں ۔ جب ایک قادرِ مطلق ہستی یہ دعوےٰ کرتی ہے کہ میرے رسول ہمیشہ غالب آئیں گے اور وہ رسول بالکل تنہا بے سروسامانی کی حالت میں ہزارہا مخالفتوں کے باوجود غالب آتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ جس نے دعوےٰ کیا اور وہ پورا ہوا اور اس کے مقابل کوئی ہستی نہیں جو اس کے دعوے میں خلل ڈال سکے تو وہ سچا ہے اور غالب ہے ۔ پھر جب اس کے رسول غالب آجاتے ہیں تو وہ یقیناً اسی قادرِ مطلق خدا کے بھیجے ہوئے ہیں ۔ اور وہ حق پر ہیں اور غالب ہیں اس لئے کہ دنیا ساری مل کر بھی اس غلبہ کو نہ روک سکی ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بے یار و مددگار بے سروسامان بندہ خدا کا نام لے کر کھڑا ہوتا ہے تو منکرین کا ایک عظیم لشکر ہر قسم کے سازوسامان سے لیس اس کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے لیکن وہ خدا کا نیک بندہ زندہ جاوید رہتا ہے اور منکرین کچھ تو ذلت کی موت سُلا دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ اس پر ایمان لے آتے ہیں ۔ اب یہ کوئی اتفاق کا نتیجہ نہیں ۔ چونکہ ایک بار نہیں ، سو بار نہیں ، لاکھوں بار ایسا ہوا ۔ ہر مرتبہ یہی حقیقت سامنے آئی کہ خدا غالب ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول بھی سچے ہیں جو ایک سے لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں ۔

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی پر غور کریں ۔ اکیلا تن تنہا شام کی وادیوں میں خدا کا نام لے کر کھڑا ہوتا ہے ۔ اپنی قوم کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے ۔ ان کے بتوں کو رد کرتا ہے ۔ تو بُت پرست اکثریت کے زعم میں اس کو آگ میں ڈال دیتے ہیں ۔ تب وہ غالب خدا آگ کو حکم دیتا ہے
يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
اور آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے ۔ سچے خدا کا سچا نبی توحید کے گیت گاتا رہا ۔

حضرت موسےٰؑ کو لے لیں ۔ ایک غریب خاندان میں پیدا ہونے والا بچہ جس کو فرعون کے ڈر سے اس کی ماں صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دیتی ہے تا محفوظ مقام پر پہنچ جائے ۔ خدائی تقدیر کے مطابق وہ اسی فرعون کے گھر میں پرورش پاتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ خدائی نور سے منور ہو کر فرعون سے کہتا ہے اس خدا پر ایمان لاؤ جو اور میرا بھی خدا ہے ۔ خدائی کا دعوےٰ کرنے والا کسی دوسرے خدا کو کیسے برداشت کر سکتا تھا ۔ اس کے غیظ و غضب کو دیکھ کر حضرت موسےٰؑ اپنے غالب خدا کے حکم پر بنی اسرائیل کو لے کر سمندر کا رُخ کرتے ہیں اور پار نکل جاتے ہیں ۔ لیکن جھوٹی خدائی کا دعوےٰ کرنے والا ایک نہایت ہی حقیر بندہ فرعون مع اپنے لشکرِ جرار کے اسی سمندر کی گہرائیوں میں غائب ہو جاتا ہے خدا کا برگزیدہ حمد کے ترانے گاتا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں نظر آتا ہے ۔

حضرت مسیحؑ ناصری بن باپ کے ایک غریب بندہ جب وہی آواز بلند کرتا ہے جو گذشتہ انبیاء نے کی تو یہود بظاہر اس کو کمزور جان کر صلیب پر چڑھا دیتے ہیں تو وہ غالب خدا کو پکارتا ہے ۔ اِلٰهِيْ اِلٰهِيْ لِمَا سَبَقْتَنِيْ اِلٰهِيْ اِلٰهِيْ لِمَا سَبَقْتَنِيْ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ۔ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تب غالب خدا اس کی آہ و زاری سن کر اپنے اس بندے کو یہود کے ہاتھوں سے محفوظ رکھتا ہے ۔

ہم نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نگاہ ڈالتے ہیں ۔ بیوہ ماں کا اکلوتا بیٹا جن کو یتیم جان کر کوئی دایہ نہیں لیتی تھی ۔ آخر الٰہی منشاء کے مطابق ایک نہایت ہی غریب عورت حلیمہ آپؐ کو لے جاتی ہے ۔ وہ پیارا وجود ہمارے ماں باپ اس پر قربان جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا :۔
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ۔
وہ عرب کے صحرا کی جھونپڑیوں میں پرورش پانے کے بعد جب اپنی دکھی ماں کے پاس واپس آتا ہے تو چھ سال کی عمر میں ماں کی محبت سے محروم ہو جاتا ہے ۔ وہ بظاہر بے سہارا مگر خدا اس کا والی بنتا ہے ۔ وقت معین پر جب وہ مکہ کے باسیوں ، رؤسائے مکہ کو خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونے کو کہتا ہے ۔ ان کے بتوں کی کمزوری بیان کرتا ہے تو غیر تو کیا اس کا حقیقی چچا بھی جان کا دشمن بن جاتا ہے ۔ ہر طرف سے حملے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اسے بتوں کی توہین اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کے جرم میں قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں آمنہ کا لال غالب اور قادرِ مطلق کے بھروسے پر جواب دیتا ہے ۔

"خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور اپنے کام میں لگا رہوں گا حتیٰ کہ خدا اُسے پورا کر دے گا یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں ۔"
(سیرۃ النبیؐ حصہ اوّل صفحہ ۱۸۱)

کبھی وہ ایک قبیلے کے پاس جاتا کبھی دوسرے کے پاس کبھی طائف میں اسے لہولہان کیا جاتا ۔ کبھی جنگ اُحد میں دانت شہید کئے گئے ۔ کبھی ایک طاقتور سلطنت کا مالک کسریٰ اُسے پکڑنے کے لئے اپنے آدمی بھجواتا ہے لیکن وہ خدا جو ہر چیز پر غالب ہے وہ ہستی جس نے غارِ حرا میں اسے اپنی تجلی دکھائی جس نے اعلان کیا
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۔
رحمت للعالمین خاتم النبیینؐ کے مخالفین تہِ تیغ کئے جاتے ہیں ۔ ان کی اولادیں اس کی غلامی میں آجاتی ہیں ۔ خدا کے نام اور اپنے محبوبؐ کی محبت میں قربان ہو جاتی ہیں ۔ آخر سردارانِ قریش کو کہنا پڑتا ہے ۔

"ان بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو آج عرب کی متکبر گردنیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سامنے نہ جھکتیں ۔"

قصہ مختصر جب سے مذاہب کی تاریخ محفوظ ہے ایسے واقعات لاکھوں کی تعداد میں رونما ہوئے کہ ایک استبار خدا تعالیٰ کے حکم سے اسی کے نام پر کھڑا ہوا ۔ دنیا نے اس کے مٹانے کی پوری کوشش کی لیکن وہ ہمیشہ غالب رہا ۔ اس کو مبعوث کرنے والا خدا بھی غالب رہا ۔ سو یہ غالب خدا کا کام ہے اس خدا کا جس کے مقابل دنیا کی بادشاہتیں دنیا کے سازوسامان اور انسانوں کی اکثریت ایک مردہ کیڑے کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں ۔

۔ (بقیہ بعثتِ نبویؐ) ۔

هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۔"
(المائدہ آیت : ۹)

ترجمہ :۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو تم انصاف کرو ۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ۔

آج بھی دنیا مختلف رنگوں اور نسلوں کے مہلک اختلافات و امتیازات میں جکڑی ہوئی ہے ۔ امیر و غریب کے درمیان نفرت و حقارت کی خطرناک دیواریں آج بھی حائل ہیں ۔ محبت ، انسانی ہمدردی ۔ اخوت ۔ ایثار اور پیار جیسے اخلاق ناپید ہو چکے ہیں ایٹمی جنگ اور خطرناک تباہی کے مہیب بادل مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے افق پر چھائے ہوئے ہیں اور تباہی و بربادی کا عفریت ہر طرف موت کا ہرکارہ بن کر منہ کھولے کھڑا ہے ۔ انسان کو نوعِ انسانی کو جس قدر آج امن و سلامتی کی ضرورت ہے وہ اس سے قبل کبھی نہ تھی ۔ دنیا آج پھر قرآن کی امن تعلیم کی متلاشی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن کی سچی ہمدردی سے پُر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر کے دنیا کو توحیدِ الٰہی کی روح پر مبنی پُرامن معاشرے اور وحدتِ انسانی کی طرف بلایا جائے تاکہ صحیح معنوں میں حقیقی معاشرے کا قیام روئے زمین پر عمل میں آسکے ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

موصیان / موصیات لاہور توجہ فرمائیں

جماعت احمدیہ لاہور کے کسی موصی / موصیہ کو فارم اصل آمد تا حال نہ ملا ہو تو وہ مکرم عبدالمالک صاحب صدر مجلس موصیان جماعت احمدیہ لاہور سے حاصل کریں اور جلد پُر کروا کر واپس فرمائیں ۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھروں کو جنت بنانے کا ایک ذریعہ

حقوق و فرائض کی ادائیگی

(مرسلہ:۔ مکرم منیر الدین احمد صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مرکزیہ ربوہ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا تُؤَدِّیْ الْمَرْاَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا۔

(ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالےٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔

تشریح:۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف خاوند کو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ وہاں دوسری طرف بیوی کو خاوند کے حقوق ادا کرنے کی بھی زبردست تلقین فرمائی ہے کیونکہ گھر کی حقیقی سکینت اور حقیقی برکت صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے کہ خاوند بیوی کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہو اور بیوی خاوند کے حقوق پوری پوری وفاداری کے ساتھ ادا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورت کے اس مقدس فریضہ کا اتنا خیال تھا کہ ایک دوسری حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ جس ..... عورت کا خاوند ایسی حالت میں فوت ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی پر خوش ہے تو ایسی عورت خدا کے فضل سے جنت میں جائے گی اور اوپر والی حدیث کے دوسرے حصہ میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر ..... اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی وہ خدا کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی۔ اس میں دو گہری حکمتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ خواہ درجہ کا کتنا ہی فرق ہو۔ یہ دونوں حقوق دراصل ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ مثلاً جس طرح خدا اپنے بندوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے اسی طرح خاوند کو بھی اپنی بیوی کے متعلق غیر معمولی محبت کا مقام حاصل ہوتا ہے اور جس طرح باوجود اس محبت کے خدا اپنے بندوں کا حاکم اور نگران ہے اسی طرح خاوند بھی بیوی کی محبت کے باوجود گھر کا نگران اور قوّام ہوتا ہے۔ پھر جس طرح خدا اپنے بندوں کا رازق ہے اور ان کی روزی کا سامان مہیا کرتا ہے اسی طرح خاوند بھی اپنی بیوی کے اخراجات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اسی طرح اور بھی کئی پہلو مشابہت کے ہیں اور یہ مشابہت اتنی نمایاں ہے کہ ہماری زبان میں تو خاوند کو **مجازی خدا** کا نام دیا گیا ہے اور لفظاً بھی خداوند اور خاوند ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ ..... بندوں کے حقوق بھی خدا ہی کی طرف سے مقرر شدہ ہیں اور شریعت نے حقوق العباد کو انتہائی اہمیت دی حتیٰ کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ خدا اپنے حقوق سے تعلق رکھنے والے گناہ تو معاف کر دیتا ہے مگر بندوں کے حقوق سے تعلق رکھنے والے گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ خود بندے معاف نہ کریں۔ انہی دو حکمتوں کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اور خدا کی قسم کھا کر بڑے زوردار الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ کوئی عورت اس وقت تک خدا کے حقوق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے اور پھر ان الفاظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اس عورت پر خدا راضی نہیں ہوتا جو اپنے خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی۔

باقی رہا یہ سوال کہ بیوی پر خاوند کا حق کیا ہے سو اس کے متعلق قرآن شریف اور حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبردار ہو۔ اس کا واجبی ادب ملحوظ رکھے اس سے محبت کرے۔ اس کی وفادار رہے۔ اس کی اولاد کی تربیت کا خیال رکھے۔ اس کے مال کی حفاظت کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت بجا لائے۔ اس کے مقابل پر خاوند پر بیوی کا حق یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ محبت اور شفقت اور دلداری سے پیش آئے۔ اس کے آرام کا خیال رکھے، اس کے جذبات کا احترام کرے اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کے ضروری اخراجات کا کفیل ہو۔ اب ہر شخص خود سوچ سکتا ہے کہ اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے متعلق ان حقوق کا خیال رکھیں تو ..... گھروں کے جنت بننے میں کیا کسر رہ جاتی ہے؟

(چالیس جواہر پارے صفحہ ۸۱ تا ۸۳)

دُعائے مغفرت

• خاکسار کے والد محترم مرزا لطیف احمد صاحب ابن مرزا شریف بیگ صاحب مرحوم مورخہ ۹ ۱۱/۸۴ بروز جمعۃ المبارک صبح ۴ بجے حرکت قلب بند ہو جانے سے کراچی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ہر کسی سے حسنِ خلق سے پیش آتے۔ اور نہایت خوش مزاجی سے گفتگو کرتے۔ مرحوم کا جنازہ ان کے داماد کراچی سے بذریعہ طیارہ لاہور اور پھر ربوہ لائے۔ اگلے روز دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی اور محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب ناظر امور عامہ نے قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

خاندان حضرت اقدس مسیح موعود اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی دردمندانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب بزرگوارم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(مرزا حفیظ احمد ابن مرزا لطیف احمد صاحب مرحوم صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

• عزیزم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب حافظ آباد قضاء الٰہی سے ۵ اور چھ اکتوبر کی درمیانی شب رات بارہ بجے اچانک ہارٹ اٹیک سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزم نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے جماعت احمدیہ حافظ آباد کے مختلف عہدوں پر عظیم خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔ مرحوم اپنے پیشہ میں بہت مہارت رکھتے تھے اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ اس لئے بہت غیر از جماعت احباب نے بھی آپ کے جنازہ میں شمولیت کی۔ جس طرح آپ کی دکان پر مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا ٹھیک اسی طرح آپ کی تعزیت میں بھی ایک کثیر تعداد میں اہالیان شہر نے حصہ لیا۔ آپ نے اپنی یادگار میں ایک بیوہ اور چھ کمسن بچے چھوڑے ہیں۔

مورخہ ۱۱/۸۴ کو مقامی احمدی قبرستان حافظ آباد میں آپ کے جسد عنصری کو سپرد خاک کیا گیا۔

بزرگان سلسلہ اور تمام جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز آپ کی اہلیہ اور سب بچوں کا اللہ تعالیٰ خود حامی و ناصر ہو۔ آمین

(ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد۔ مجاہد ہومیو فارمیسی۔ ربوہ)

• میری چچی محترمہ فضل نور صاحبہ اہلیہ مکرم حوالدار میجر ملک محمد امین صاحب آف چکوال ۲۷ اکتوبر کو لندن میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکی عمر ۶۸ سال تھی۔ انکی اولاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔ مرحومہ نہایت نیک سادہ مزاج ملنسار اور احمدیت سے بڑی محبت رکھنے والی خاتون تھیں۔ احباب کرام سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے (ملک ناصر احمد قمر ابن حافظ غلام محی الدین معلم وقفِ جدید بوچھال کلاں ضلع جہلم)

خط و کتابت کرتے وقت چٹھی نمبر کا حوالہ ضرور دیں

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ میں پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل ۲۵۶۵۶

میں مبارکہ بیگم بٹ زوجہ عبدالحمید صاحب بٹ قوم بٹ کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۸۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(تفصیل جائیداد مبلغ =/۱۰۰۰۰ روپے)

سونا ۱/۲ تولہ بقیمت =/۳۳۰۰ روپے
حق مہر وصول شدہ =/۴۰۰ روپے
نقد موجود =/۱۶۳۰۰ روپے
میزان =/۱۰۰۰۰ روپے

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاعبد

مبارکہ بیگم بٹ طارق منزل وارڈ ۱۷ نزد پرانا کمیٹی گھر نارووال ضلع سیالکوٹ
گواہ شد ۱ عبدالحمید بٹ خاوند موصیہ نارووال
گواہ شد ۲ خورشید بیگم صدر لجنہ نارووال ضلع سیالکوٹ گواہ شد ۳ شفقت پروین نارووال ضلع سیالکوٹ

مسل ۲۵۶۵۷

میں محمد یوسف ولد احمد دین صاحب قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال بیعت ۱۹۸۲ء ساکن البیت الاحمدیہ پتوکی ضلع قصور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ ایک نئی سائیکل بقیمت =/۹۰۰ روپے ۲۔ ایک عدد ٹیپ ریکارڈر =/۹۰۰ روپے ۳۔ ایک گھڑی مالیتی =/۱۸۰ روپے

کل جائیداد مالیتی =/۱۹۸۰ روپے

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ =/۸۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں اور مبلغ ۔ روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

محمد یوسف البیت الاحمدیہ پتوکی ضلع قصور
گواہ شد ۱ مرزا محمد سعید وصیت ۱۶۸۲۵
گواہ شد ۲ ایم مبشر الحق وصیت ۱۶۲۵۸

مسل ۲۵۶۵۸

میں محمد رئیس احمد ولد مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال جائیداد کوئی نہیں

اسوقت مجھے مبلغ =/۱۸۰ روپے ماہوار بصورت وظیفہ مل رہے ہیں اور مبلغ ۔ روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

محمد رئیس احمد ولد مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی محلہ دارالرحمت غربی ربوہ
گواہ شد ۱ صوفی بشارت الرحمان صاحب دارالرحمت غربی ربوہ وصیت ۱۰۵۹
گواہ شد ۲ محمد یوسف سیکرٹری مال دارالرحمت غربی ربوہ ۔ وصیت ۱۱۰۵۶

شادی کی غرض

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:

"غرض نکاح کی ..... تقویٰ ہے کہ دونوں میاں بیوی مل کر خدا کے غضب سے بچنے اور رحمت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

۔ یہ کہ نسل بڑھے۔ ایسی نسل جو آئندہ کارآمد ثابت ہو۔ پھر یہ بھی غرض ہے کہ میاں بیوی مل کر نیک اعمال میں ایک دوسرے کے مدد معاون ہوں اور صدق وسداد کے قائم کرنے والے ہوں اور اس غرض کو پورا کریں جو انسان کو روز اول سے قرار دی گئی ہے" (خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۶۰)

(مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد)

درخواستہائے دعا

● میرے دو نواسے عزیز ناصر احمد اور عزیز تنویر احمد کاروبار کے سلسلہ میں بیرون ملک گئے ہوئے ہیں خاندان حضرت اقدس اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ انکو اپنی حفاظت میں رکھے اور کاروبار میں برکت ڈالے۔ آمین۔

چوہدری ناظر علی خان چک نمبر ۶۰ کھیم سنگھ والا براستہ شاہ کوٹ ضلع فیصل آباد)

● خاکسار چھ سال سے زائد عرصہ سے ایک حادثہ کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ یہ سارا عرصہ بستر علالت پر بسر ہونے کی وجہ سے ایک کے بعد دوسری بیماری کا شکار ہوجاتا ہوں۔ بیماری اور بے کاری سے پریشان اور مضمحل ہوں بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر قسم کے جسمانی و روحانی امراض سے نجات بخشے اور اپنے فضل ورحم سے مجھے معاف فرمائے تاکہ حسب سابق جماعت کی خدمت کرنے کے قابل ہوسکوں۔ آمین۔ (شیخ محمد بشیر آزاد انبالوی۔ سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مردوکے)

● خاکسار عرصہ قریباً ۲ ماہ سے بعارضہ قلب بیمار ہے۔ ڈاکٹر صاحبان نے کچھ عرصہ گھر پر ہی آرام کرنے کو کہا ہے۔ پہلے سے کافی آرام ہے نیز میرا بیٹا سید شاہد احمد فرانس میں بیمار ہے ہم دونوں کی کامل شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (سید غلام محمد شاہ۔ شاہ میڈیکوز کچہری بازار فیصل آباد)

● خاکسار کی بھاوجہ مجاورم مکرم قاضی حبیب الدین صاحب ریٹائرڈ کراچی کی اہلیہ اول کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ ان کو ڈاکٹر صاحبان نے اپریشن کا مشورہ دیا ہے اس لیے عنقریب کراچی میں اپریشن ہوگا۔ بزرگان جماعت اور دیگر احباب سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپریشن کامیاب کرے۔ اور صحت کاملہ عطا کرے آمین۔ (قاضی رشید الدین دارالبرکات ربوہ)

● میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ السلام عرصہ ڈھائی سال سے بیمار ہے۔ علاج معالجہ کے باوجود صحت گرتی جارہی ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے۔

(اہلیہ مبشر احمد شاہد ایم اے مربی سلسلہ)

● میرے والد صاحب مکرم مرزا محمد یوسف صاحب عرصہ ایک ماہ سے فالج کے حملہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اب کچھ افاقہ ہے۔ کامل شفایابی کے لئے دوست درد دل سے دعا کریں (محمد اسحٰق شاہد دارالعلوم شرقی ربوہ)

● مکرم ملک چانن جوئیہ صاحب کی اہلیہ فتح خاتون بیمار ہیں۔ مورخہ ۱۰ نومبر کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں اپریشن ہوا ہے جو بفضل خدا کامیاب رہا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں اس بیماری سے شفائے کاملہ حاصل ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نیز ملک شریف احمد مجوکہ ایڈووکیٹ جوہر آباد کی ہمشیرہ مکرمہ کنیز فاطمہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں اب بیماری بڑھ گئی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں شفا عطا فرمائے۔ نیز خاکسار کو بعض پریشانیاں لاحق ہیں ان کے دور ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(ملک امان اللہ قیصر جوئیہ جوہر آباد)

● مکرم چوہدری فیاض احمد صاحب آف کراچی کو آجکل اپنے کاروبار میں سخت مشکل درپیش ہے احباب کرام سے ان کی مشکلات کے حل کے لئے دعا کی درخواست ہے

(عبدالمنان شاہد مربی سلسلہ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز کو سنوار کر پڑھنے کی کوشش کرنے والوں کی نماز قبول کی جاتی ہے

وساوس اور پریشان خیالی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی نماز کو ضائع نہیں کرے گا:

سیدنا حضرت مصلح موعود آیت قرآنی، یقیمون الصلوٰۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تیسرے معنے اقامۃ کے کھڑے کرنے کے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے یقیمون الصلوٰۃ کے معنے یہ ہوئے کہ وہ نماز کو گرنے نہیں دیتے یعنی ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ان کی نماز درست اور باشرائط ادا ہو۔ اس میں ان مشکلات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو نماز پڑھنے والے مبتدی کو زیادہ اور عارف کو کسی کسی وقت پیش آتی رہتی ہیں۔ یعنی اندرونی اور بیرونی تاثرات نماز سے توجہ ہٹا کر دوسرے خیالات میں پھنسا دیتے ہیں۔ یہ امر انسانی عادت میں داخل ہے کہ اس کا خیال مختلف جہات کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے اور خاص صدموں یا جوش یا محبت کے اثر کے سوا جبکہ ایک وقت تک خیالات میں کامل یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ انسانی دماغ ادھر ادھر گھومتا رہتا ہے اور ایک خیال سے دوسرا خیال پیدا ہو کر ابتدائی خیال سے کہیں کا کہیں لے جاتا ہے اس طرح بیرونی آوازیں یا پاس کے لوگوں کی حرکات یا کھٹکے۔ بو یا خوشبو۔ جگہ کی سختی یا نرمی اور اسی قسم کے اور امور انسانی ذہن کو ادھر سے ادھر پھرا دیتے ہیں۔

یہی مشکلات نمازی کو پیش آتی ہیں۔ اور اپنے خیالات پر پورا قابو نہ ہو تو اسے پریشان خیال بنائے رکھتی ہیں اور بعض اوقات وہ نماز کے مضمون کو بھول کر دوسرے خیال میں پھنس جاتا ہے اس کی حالت کی نسبت یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض نمازیوں کو یہ مشکل پیش آئے گی مگر انہیں گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر درجہ کے انسان کے لئے ترقی کا راستہ کھول دیا ہے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں ایسی پریشان خیالی سے دوچار ہو تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور اپنی نماز کو بے کار نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے اسی قدر قربانی کی امید کرتا ہے جتنی قربانی ان کے بس کی ہو پس ایسے نمازی جن کے خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں اگر نماز کو سنوار کر اور توجہ سے پڑھنے کی کوشش میں لگے رہیں تو چونکہ وہ اپنی نماز کو جب بھی وہ اپنے مقام سے گرے کھڑا کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کی نماز کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے قبول کرے گا اور اس نماز کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنے والے کو متقیوں میں ہی شامل سمجھے گا۔

(تفسیر کبیر تفسیر سورۃ بقرہ)

بقیہ ارشاداتِ عالیہ" صفحہ اول سے آگے

کیا ہی خوش نور تجھ میں چمک رہے ہیں۔ کوئی ثریا تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جس میں تیری کششیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یہی پسند آیا کہ اب تو آوے اور فلسفہ جاوے۔ ولا داد لفضلہٖ"

(روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۳)

انصار بھائیوں سے تین سوال

(۱) کیا آپ سال گزشتہ کا وعدہ تحریک جدید پورا ادا کر چکے ہیں؟
(۲) کیا آپ سالِ نو کا معیاری وعدہ اضافہ کے ساتھ پیش کر چکے ہیں؟
(۳) کیا آپ کے تمام عزیز و اقارب اس مبارک تحریک میں شامل ہو چکے ہیں؟

یاد رکھیں

تحریک جدید ایک مضبوط بابرکت آسمانی حصار ہے تیز قدمی سے خود بھی شامل ہوں اور اپنی اولادوں کو بھی شامل کریں۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حیرت انگیز ماجرا

حضرت مسیح موعود، سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں ہے کہ ایک بے زر بے زور بے کس امی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے۔ فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۶)

HEARTONE COURSE

مقوی دل کورس

مکمل -/200
آزمائشی -/20

INTERNATIONAL NAME	اردو نام	
Hypertension Course	ہائی بلڈ پریشر کورس	100/-
Obesity Course	موٹاپا کورس	60/-
Diabetes Course	ذیابیطس کورس	80/-
Kidney Stone Course	پتھری گردہ کورس	150/-
Kidney Pain Course	درد گردہ کورس	150/-
Bed Urine Course	بول بستری کورس	30/-
Baby Growth Course	بے بی گروتھ کورس	20/-
Polio Course	پولیو کورس	120/-
Dwarfishness Course	چھوٹا قد کورس	80/-
Body Building Course	باڈی بلڈنگ کورس	30
Eyesight Course	کمزوری نظر کورس	60/-
Myopia Course	خرابی نظر دور کورس	60/-
Deafness Course	بہرہ پن کورس	45/-
Asthma Course	دمہ کورس	60/-
T.B. Course	ٹی۔ بی کورس	50/-
Leucoderma Course	پھلبہری کورس	100

ہر کورس کی تفصیلات مفت طلب کریں

کیور ٹیو میڈیسن ڈاکٹر ایچ ہومیو پیتھک کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

وقفِ جدید کے بارہ میں

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کا نہایت اہم ارشاد

"یہ تحریک خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے"

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس الٰہی تحریک کے مالی جہاد میں زیادہ سے زیادہ شمولیت فرماویں

بڑی بڑی مجالس کا

گوشوارہ وصولی دفتر اطفال وقفِ جدید

ذیل میں دیئے گئے گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ ان مجالس نے گزشتہ سال نمایاں ترقی کی ہے۔ خصوصاً ربوہ۔ لاہور اور کراچی نے قارئین سے ان سب بچوں کے لئے دعا کی درخواست ہے جو اس مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

مجلس	وصولی سال ۱۹۸۲ء	وصولی سال ۱۹۸۳ء	مجلس	وصولی سال ۱۹۸۲ء	وصولی سال ۱۹۸۳ء
ربوہ	۲۷,۹۵۹	۵۲,۹۶۴	سیالکوٹ	۳,۴۶	۲,۸۶۹
لاہور	۳۲,۰۳۹	۵۷,۴۰۱	سرگودھا	۱۳۶	۲,۱۱۰
کراچی	۲۳,۲۳۷	۳۰,۴۷۳	فیصل آباد	۳,۹۲۱	۸,۷۰۹
حیدرآباد	۱,۲۸۷	۳,۴۴۸	جہلم	۴۵	۱,۰۹۶
کوئٹہ	۱,۱۳۳	۳,۵۷۳	راولپنڈی	۲,۰۴۱	۱۰,۳۳۶
ملتان	۱,۷۹۱	۳,۶۵۹	اسلام آباد	۲,۳۶۹	۶,۳۵۴
گوجرانوالہ	۳۶۰	۱,۶۳۵	پشاور	۱,۳۴۶	۳,۵۵۸

(مہتمم اطفال)